در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ یادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۷ جلد نمبر ۳

یکم دسمبر ۱۹۹۳ء ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۳
۲	نعت شریف	اسحاق مسرور	۴
۳	حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	خالد نور قادری	۵
۴	شکوۂ بیداد	حضرت آغا سید شریف حسین شاکر رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
۵	سالکین کے اوصاف	سید نور الحسنین قادری	۱۴
۶	تفسیر القرآن الحسینیہ	مدیر اعلیٰ	۲۰
۷	انوار علی	مدیر اعلیٰ	۲۳
۸	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۲۶
۹	حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	تنویر احمد قادری	۲۸

قیمت ۶/۰۰ روپے

شذرہ

ویڈیو گیمز

نئی نسل کیلئے تباہی کا راستہ

(اقبال ریاض)

موجودہ سائنسی دور میں کوئی چیز بھی ناممکن نہیں رہی، سائنس نے جہاں ایک طرف انسانی مشکلات کو قدرے کم کر دیا ہے وہاں انسانی نسل کے تباہی سے متعلق ایجادات میں بھی کوئی کمی نہیں رہنے دی۔ تباہی اور بربادی کے آلات اور ہتھیاروں کے علاوہ، اخلاقی اور جسمانی تباہی سے متعلق کئی ایک آلات کھیلیں اور گیمز وغیرہ بھی تیار ہو چکی ہیں۔ سائنس اتنی ایڈوانس اور ترقی یافتہ ہو چکی ہے، کہ کمپیوٹر پر کھیلیں بھی کھیلی جا سکتی ہیں۔ مگر انہی کمپیوٹر گیمز کو اگر ان لوگوں کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ جن کی اولاد ان گیمز کا شکار رہی ہے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجائے گی کہ سائنس کی یہی ترقی بچوں کے مستقبل کو تاریک کر رہی ہے۔ ان گیمز کو دوکاندار لوگ پیسے کمانے کی دھن میں دوکانوں میں لا کر رکھ لیتے ہیں۔ اور بچوں کو ان گیمز کی طرف راغب کرتے ہیں۔ ایک بچہ جو کہ کچے ذہن کا مالک ہوتا ہے۔ نئی اور پرکشش چیز کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھتا ہے، یوں اس کی تباہی کا آغاز ہو جاتا ہے، پہلے تو وہ بہت کم کھیلتا ہے مگر جوں جوں وقت گزرتا ہے، اس کی دلچسپی زیادہ ہوتی جاتی ہے، پھر وہ ایک روز میں کئی کئی روپے ویڈیو گیمز پر لٹانے کے علاوہ کئی قیمتی گھنٹے ضائع کر دیتا ہے، اور جب اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے، تو اس کے ذہن میں چوری کا خیال ابھرتا ہے۔ اور جب یہ کچے خیالات اس کے ذہن میں جڑ پکڑ لیں، تو وہ انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے پہلے چوری کا آغاز اپنے گھر سے کرتا ہے، اور جب گھر سے چوری میں اس کی حوصلہ شکنی نہیں ہوتی تو وہ گھر سے باہر بھی چوری شروع کر دیتا ہے۔

ویڈیو گیمز میں بہت سے بچے اخلاقی طور پر بھی بگڑ جاتے ہیں۔ یعنی

جب ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے، تو وہ وڈیو گیمز والوں سے قرض کا حساب شروع کر دیتے ہیں اور یوں ان کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے، ان حالات کی بنا پر ضرورت اس امر کی ہے، کہ ویڈیو گیمز پر پابندی لگائی جائے، اور فوری طور پر ان گیموں کو ختم کر دینا چاہیئے، تا کہ اس طرح نئی نسل کے اخلاق و کردار کو بچایا جا سکے نیز ان کے قیمتی وقت کو بھی ضائع ہونے سے بچا کر اسے تعمیری اور مثبت سرگرمیوں میں صرف کرنے کے مواقع پیدا کرنے چاہیں ۔

— ⁂ —

صفحہ ۲۲ کا بقیہ حصہ :-

۳ تاریخ مشائخ چشت، ص ۵۶۳

۴ خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور لاہوری

۵ تاریخ مشائخ چشت ص ۵۶۹

۶ کرامات نظامیہ ص ۲۰ بحوالہ تذکرے اولیائے پاک و ہند ص ۲۶۸، ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

۷ تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان جلد دوئم ص ۱۳۹، مرزا محمد اختر صاحب دہلوی، مطبع کتب خانہ رشید دہلی

۸ تاریخ مشائخ چشت ص ۵۷۳

۹ ایضاً ص ۵۷۱

۱۰ کرامات نظامیہ ص ۳۷۔۶۲ بحوالہ خم خانہ تصوف ص ۷۴۔۷۳

نعت شریف

اسحاق مسرور مانسہرہ

ایسا کوئی کونین میں ہوگا نہ ہوا ہے ٭ کیا شان ہے کیا رتبہ لولاک لما ہے۔

احمد بھی ہیں محمود بھی محبوب خدا ہیں ٭ کیا عزت و عظمت کا مقام انکو ملا ہے۔

پائے گا بشر ان کی حقیقت کو بھلا کیا ٭ حیرت ہے کہ جبریل بھی حیرت میں پڑا ہے۔

کیا حمد کو توقیر محمد سے ملی ہے ٭ اک میم کے پردے میں عجب راز چھپا ہے۔

قاصر ہے قلم گنگ زبان اور خرد گم ٭ امکان سے باہر مرے آقا کی ثنا ہے۔

خلوت میں سر عرش بریں حق نے بلا کر ٭ کونین کی ہر شے کا عطا علم کیا ہے۔

رکھتا ہوں نظر اسلئے میں سوئے محمد ٭ اللہ کی رضا ہے وہی جو اُن کی رضا ہے۔

سنتے ہیں کہ سائل کبھی خالی نہیں لوٹا ٭ مولا کا درِ فیض درِ جود و سخا ہے۔

ہو چشم کرم مجھ پہ بھی اے آئیہ رحمت
مسرور زمانے کے مصائب میں گھرا ہے۔

— ٭ —

حضرت سلطان باہو سروری قادری

(خالد نور قادری)

حضرت سلطان باہو جلیل القدر اولیا سے ہیں۔ آپ خطۂ پنجاب میں بہت مشہور ہیں، آپ سلطان العارفین اور شمس السالکین کے القابات سے معروف ہیں۔ آپ بارگاہ رب العزت اور نبی اکرم کی بارگاہ کے مقرب اور حضوری تھے۔ آپ زہد و تقویٰ میں یکتائے زمانہ تھے۔

خاندان :۔ آپ کا تعلق قبیلہ اعوان سے ہے، آپ کے والد ماجد دہلی کے بادشاہ کے منصبدار تھے۔ نہایت نیک متبع سنت حافظ قرآن فقیہہ اور عالم باعمل بزرگ تھے۔ ان کی شادی بی بی راستی سے ہوئی اور ان کو شورکوٹ ضلع جھنگ میں شاہجہان نے ایک سالم گاؤں قہرگان اور پچاس ہزار بیگھے زمین آباد کنوؤں کے ساتھ بطور انعام کے عطا فرمائی چنانچہ آپ کے والد نے شورکوٹ قصبہ میں سکونت اختیار کر لی لے

شجرہ نسب :۔ حضرت سلطان باہو بن حضرت بازید محمد بن حضرت فتح محمد بن حضرت اللہ دتہ بن حضرت محمد بن حضرت محمد منان حضرت موغلہ بن حضرت محمد بیدا بن حضرت محمد سگھرا بن حضرت محمد نون بن حضرت سلا بن حضرت محمد بہاری بن حضرت محمد جیون حضرت محمد ہرگن بن حضرت نور شاہ بن حضرت امیر شاہ بن حضرت قطب شاہ ہے ۲ے

بچپن :۔ سلطان باہو نے شورکوٹ ہی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ تعلیم ظاہری کے بعد وہ علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت سلطان باہو بچپن ہی سے بعض ایسی باتیں پائی جاتی تھیں کہ جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ آئندہ چل کر آسمان ولایت کے روشن آفتاب بنیں گے ۳ے

فیض مصطفوی :۔ حضرت سلطان العارفین مادر زاد ولی تھے جب آپ سن بلوغت کو پہنچے، تو ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ قصبہ شورکوٹ کے قریب گھڑے تھے۔ اچانک ایک صاحب حشمت، صاحب نور اور بارعب سوار نمودار ہوا، اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو پیچھے بٹھا لیا پہلے تو آپ ڈرے لیکن کچھ دیر بعد دل کو ٹھہرایا، جرأت کی اور سوال

کیا کہ حضرت آپ کی تعریف کیا ہے اور مجھے کہاں لے جانے کا ارادہ ہے؟
اس پاکیزہ دل سوار نے پہلے توجہ کی اور اس کے بعد اپنی زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا، میرا نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور میں تجھے حسب الارشاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی مجلس پاک میں لئے جا رہا ہوں یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ مطمئن ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو حاضر مجلس کر دیا اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی اہل بیت اطہار بھی اس نورانی مجلس میں حاضر تھے آپ کو دیکھتے ہی سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس سے اٹھے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہو گئے، اس کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب تینوں خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باری باری رخصت ہو گئے اور مجلس میں صرف اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہی رہ گئے۔ تو حضور سلطان العارفین قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ انور سے اس قسم کے آثار نظر آتے تھے کہ میری بیعت کیلئے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے انہیں ارشاد ہوگا مگر بظاہر خاموش تھے، کچھ دیر کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک میری طرف بڑھائے اور ارشاد فرمایا۔ "میرے ہاتھ پکڑو، مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا" آپ کے مبارک ہاتھوں کے پکڑنے کی دیر تھی کہ میرے لئے درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا، دور اور نزدیک کی ہر چیز یکساں دکھائی دینے لگی لوح محفوظ کے تمام پردے اٹھ گئے، اول آخر، ظاہر باطن ایک جیسا ہو گیا۔

حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ مرشد کامل ایسا ہی ہونا چاہیے جو طالب کو ایک ہی نظر سے مراتب انتہا کو پہنچا دے اور تمام حجابات کو دور کر کے اسے مشاہدات میں غرق کر دے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک علیہ الصلواۃ و السلام تلقین فرما چکے تو سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے، میں نے حضرت سبطین الشریفین امام العابدین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے مبارک قدموں کو چوما اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کے بعد مجھے فرمایا کہ خلق خدا سے محبت کرنا کیونکہ تمہارا مرتبہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہو گی۔ اور ابدالآباد تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ کیونکہ یہ حکم سرور کی سر سرمدی ہے اس کے بعد آقائے نامدار، مالک کون و مکان، محبوب رب دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قطب الاقطاب غوث الاغیاث محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز نے مجھے سرفراز فرمانے کے بعد خلقت کیلئے ارشاد و تلقین کا حکم دیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ دیکھا۔ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا جو سر میں موجود ہیں، اور کچھ سنا۔ ان ظاہری کانوں سے سنا اور بمعہ جسم مجلس پاک میں حاضر ہوا۔ اس فیض یابی کے بعد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ ہر وقت اور ہر گھڑی وحدانیت میں مستغرق حق تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدوں سے مشرف اور ذات مطلق کے جلال و جمال کے دیدار میں مست رہتے تھے۔

تلاش مرشد کامل :- آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا! تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اب تمہیں کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیئے۔ آپ نے عرض کیا مجھے خدا کی معرفت حاصل ہے۔ اور میرے مرشد کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ پھر بھی ظاہری مرشد پکڑنا لازمی ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہونے کے حصول ارشاد اور تلقین کیلئے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ چلنا پڑا، جس کا مکمل ذکر سورۃ کہف میں موجود ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ نے عرض کیا، آپ میرے کافی مرشد ہیں۔ آپ کی والدہ

ماجدہ نے فرمایا بیٹا! عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں کیوں کہ امہات المؤمنین اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور رابعہ بصری رحمۃ اللہ عنہا نے کسی کو بیعت کی تلقین نہیں کی، پس مجھے بیعت کا حکم کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ فوراً اٹھے، والدہ ماجدہ کو سلام کرکے دریائے راوی کی طرف چل پڑے اور حضرت شاہ حبیب اللہ کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں پہنچے تو وہاں، آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر اپنا مقصود عرض کیا۔ حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے درویش تم چند روز ٹھہرو، مجاہدہ کرو اور تمہاری ڈیوٹی مسجد کا پانی بھرنا ہے۔ آپ نے پانی بھرنے کے لئے مشک مانگی اور درویشوں نے مشک لا کر دی۔ آپ نے ایک ہی مشک بھر کر ڈالی تو مسجد کا حمام اور تمام صحن پانی سے بھر پور ہو گیا۔ درویشوں نے یہ واقعہ شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کو بلایا اور فرمایا۔ اے درویش! کیا تمہارے پاس دنیا کا مال ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہاں ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا تو پھر یاد رکھو، دو کام نہیں ہو سکتے، پہلے مال و متاع سے فارغ ہو تو پھر اس مقصد کیلئے یہاں آنا، یہ سُن کر آپ فوراً گھر واپس آ گئے۔ شیخ نے دُنیاوی مال و متاع کو دُور کرنے کا حکم دیا تھا۔ آپ تمام چیز سے فارغ ہو کر شاہ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم دنیاوی مال سے تو فارغ ہو گئے۔ اب اپنی عورتوں کا کیا کرو گے؟ چنانچہ آپ دیدار ذات کے مست الست اسی وقت واپس گھر لوٹے تاکہ اپنی ازدواج کو آزاد کر دیں، اللہ اللہ! یہ ہے خدا کی سچی طلب! شاہ صاحب نے آپ کا امتحان کتنا سخت لیا۔ مگر آپ ہیں کہ خدا کی طلب میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کر رہے

کیست صائب زہرہ کس را سینہ بر سندان زدن
از دو صد یک عاشق بیباک سے آید برون

حضرت سلطان العارفین گھر تشریف لائے، والدہ ماجدہ نے فرمایا، بیٹا! تمہاری مستورات تمہیں اپنے حقوق بخش دیتی ہیں۔ اگر تم خدا کو حاصل کر کے آؤ گے تو بہتر، ورنہ تمہیں ان کے حقوق ادا کرنے کے لئے آنے کی ضرورت نہیں، آپ شریعت کے سخت پابند تھے اس لئے اپنی والدہ ماجدہ کی فرمانبرداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے۔ پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اے درویش! جس نعمت کے تم مستحق ہو، وہ ہمارے امکان سے باہر ہے البتہ ہم تمہاری اتنی راہنمائی کرتے ہیں۔ کہ جس جگہ تمہارا نصیبہ ہے۔ وہ جگہ بتا دیتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم میرے شیخ سید السادات حضرت پیر عبد الرحمٰن شاہ صاحب دہلوی قادری کی خدمت میں جاؤ، آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سید السادات حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور خلوت میں لے گئے اور ایک دم میں ایک ہی نگاہ سے نعمت عظمیٰ سے مالا مال کر دیا۔ فیض ازلی سے مستفیض فرمایا۔ آپ کی امانت آپ کے سپرد کی اور ساتھ ہی گھر جانے کی اجازت بھی فرما دی۔[۹]

اتباع شریعت:-

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

سلطان العارفین نے زندگی بھر کوئی خلاف شریعت کام نہیں کیا۔ فرض تو فرض ایک مستحب تک نہیں چھوڑا۔ استغراق مراقبہ میں جب کئی کئی ہفتے گزر جاتے تو فارغ ہوتے ہی آپ قضا نماز ادا کرتے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جو لوگ پانچ وقت اللہ کے نام کی پکار پر اس کے دربار میں حاضر ہونے کی تکلیف برداشت نہیں کرتے۔ ان کے زبانی دعویٰ محبت کی کیا حقیقت ہے۔ آپ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا،[۱۰]

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

تصنیفات:۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم تصوف پر ڈیڑھ صد کے قریب کتابیں بزبان فارسی چھوڑی ہیں۔ مجموعہ ابیات پنجابی بھی آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کی جن کتابوں کا پتہ چل سکا۔ (۱) عین الفقر کبیر (۲) عین الفقر صغیر (۳) عقل بیدار کبیر (۴) عقل بیدار صغیر۔ (۵) کلید التوحید کبیر (۶) کلید التوحید صغیر۔ (۷) جمالۃ النبی (۸) محبت الاسرار (۹) اسرار قادری۔ (۱۰) توفیق الہدایت (۱۱) تیغ برہنہ (۱۲) مجموع الفضل (۱۳) محک الفقر الکبیر (۱۴) محک الفقر الصغیر۔ (۱۵) فضل اللقاء (۱۶) شمس العارفین (۱۷) رسالہ روحی اورنگ شاہی (۱۸) امیر الکونین (۱۹) مفتاح العاشقین (۲۰) قرب دیدار (۲۱) نور الہدیٰ۔ (۲۲) دیوان اردو (۲۳) دیوان فارسی (۲۴) دیوان پنجابی وغیرہ

یہ کتابیں ایک سالک راہ طریقت کے لئے عرفان و ہدایت کا ایک گنج گراں مایہ ہیں۔ [۱۱]

اولاد:۔ حضرت سلطان باہوؒ کے آٹھ صاحبزادے تھے، جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) شیخ سلطان نور محمد (۲) سلطان ولی محمد (۳) سلطان لطیف محمد (۴) سلطان صالح محمد (۵) سلطان اسحاق محمد۔ (۶) سلطان فتح محمد (۷) سلطان شریف محمد (۸) سلطان حیات محمد۔

سلطان حیات محمد نے بچپن ہی میں وفات پائی [۱۲]

شاعری:۔ حضرت سلطان باہو ایک عظیم المرتبت صوفی اور جلیل القدر عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ نے اردو، فارسی اور پنجابی تینوں زبانوں میں شاعری کی ہے۔ اور اپنی شاعری میں عرفان و تصوف کو سمو کر شعر کو ایک نیا آب و رنگ بخشا ہے [۱۳]

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ہُو

نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہُو

اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو،
جیوے مرشد کامل باہو جیں اہ بوٹی لائی ہو،

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہو،
منگن ایمان شرماون عشقوں دل نوں غیرت ہوئی ہو۔

جس منزل نوں عشق پچاوے ایمان خبر نہ کوئی ہو،
عشق سلامت رکھیں باہو دیاں ایمان دھروئی ہو۔[4]

وصال:- حضرت سلطان العارفین نے یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت میں ترسٹھ سال کی عمر میں داعیٔ حق کو لبیک کہا۔

مزار:- آپ کو شور کوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے موضع قہرگان کے قلعہ میں دفن کیا گیا۔ لیکن دریا کے بڑھ آنے کی وجہ سے اور مزار مبارک کو طغیانی کا خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے آپ کے جسد مبارک کو وہاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۸۰ھ کا ہے لیکن ۱۳۳۲ھ میں جب کہ حضرت شیخ حاجی سلطان نور احمد کی سجادگی کا زمانہ تھا، پھر مزار مبارک کو دریا کی طغیانی کا خطرہ لاحق ہوا، چنانچہ ماہ محرم ۱۳۳۶ھ میں جسد مبارک وہاں سے منتقل کر کے اس جگہ دفن کیا گیا۔ جہاں اب آپ کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے، اس لئے ماہ محرم ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے۔[5]

ترے زبان ہر کوئی پڑھدا دل دا کلمہ کوئی ہو!
جتھے کلمہ دل دا پڑھئے ملے زبان نہ ڈھوئی ہو!

ماخذ:-

[4] اولیائے پاکستان علامہ عالم فقری ص ۱۲۵

(۲) جامع کرامات الاولیاء	از علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمہ ص ۱۱۰
(۳) سفینۃ الاولیاء -	دارا شکوہ ص ۶۳
(۴) خزینۃ الاولیاء -	از غلام سرور لاہوری ص ۲۷۸
(۵) اولیائے پاکستان -	علامہ عالم فقری ص ۱۷۶
(۶) عین الفقر شریف -	از حضرت سلطان باہو علیہ رحمۃ ص ۱۴۷
(۷) جامع کرامات -	از علامہ یوسف نبھانی ص ۲۳ -
(۸) برکات الاولیاء -	امام الدین گلشن آبادی ص ۱۵ -
(۹) تاریخ الاولیاء -	امام الدین ص ۱۹۲ -
(۱۰) اولیائے پاکستان -	علامہ عالم فقری ص ۱۷۸ -
(۱۱) سیر الاقطاب -	شیخ اللہ دیا چشتی ص ۳۲۶ -
(۱۲) اولیائے پاکستان -	علامہ عالم فقری ص ۱۸۴
(۱۳) " " "	" " " " ص ۱۸۵
(۱۴) دیوان پنجابی -	حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ
(۱۵) اولیائے پاکستان -	علامہ عالم فقری ص ۱۸۵ ۔

شکوۂ بیداد

حضرت آقا سید شریف حسین صاحب شاکر غفر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

نئے سے اک نیا ہم پہ ستم ایجاد کرتے ہیں،
سلوک ایسا اسیروں سے کہیں صیّاد کرتے ہیں

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید،
کلیجا تھام کر جس وقت ہم فریاد کرتے ہیں

تصوّر میں جو وہ آتے تو کیوں ذلت اٹھاتے ہم،
یہی باعث ہے جو ہم منتِ بہزاد کرتے ہیں۔

بُتانِ سنگ دل سے حشر میں سمجھیں گے ہم شاکر،
جو مل کر آسماں سے روز و شب بیداد کرتے ہیں

عجب کچھ ہے روش اپنی نرالا ڈھنگ ہے اُن کا،
وہ ہم کو بھول جاتے ہیں ہم ان کو یاد کرتے ہیں

سَلف کی ہسٹری سے بے خبر رہتے ہیں اب لڑکے،
مگر ناول، ڈرامے دل سے سارے یاد کرتے ہیں

نہ ہو ہم پہ خفا اتنا ارے واعظ خدا سے ڈر،
بُتوں کو دیکھ کر ہم تو خدا کو یاد کرتے ہیں

ہمیں کیا ہو گیا ہے، تو بتا دے چارہ گر ہم کو،
کبھی ہم آہ کرتے ہیں کبھی فریاد کرتے ہیں

کرامت دیکھ لی ہم نے جنونِ عشق کی شاکر،
کہ وہ خود بھی فغان و شکوۂ بیداد کرتے ہیں۔

احتسابِ نفس اور مجاہدہ کرنے والے اولوالعزم سالکوں کے لئے دس خصلتیں ہیں جن پر قائم رہنے اور انھیں اللہ تعالےٰ کے حکم سے مضبوط کر لینے سے وہ منازلِ ارفع تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔

1۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ بندہ عمداً یا سہواً کسی طرح بھی خدا کی قسم نہ کھائے، جھوٹی نہ سچی۔ جس نے اپنے آپ کو اس خصلت کا عادی بنا لیا، اسے اپنی ذات میں پختہ کر لیا۔ وہ ہر قسم کی قسم کھانے سے مجتنب ہو جاتا ہے اور قصداً یا سہواً کسی طرح قسم نہیں کھاتا۔ اور جب بندہ ترکِ حلف کا عادی ہو جاتے تو اس پر انوارِ ایزدی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھل جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا قلب اس عادت کی منفعت سے آگاہ ہوتا ہے، اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اور اس کے عزم و صبر قوت پذیر ہو جاتے ہیں۔ بھائی اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں اور پڑوسی اس کی فضیلت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ اسے پہچاننے والے اس کی تقلید کرتے ہیں اور اسے محض دیکھنے والے اس سے ڈرتے ہیں۔

2۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ بندہ جھوٹ کہنے سے ہر طرح بچے، مذاق میں بھی ایسا نہ کرے۔ جب جھوٹ سے مستقل طور پر اجتناب کرے گا اور زبان پر صرف حرفِ صداقت ہی لائے گا اور اس صفت کو اپنے نفس میں پختہ کر لے گا تو خدا تعالےٰ اس کے سینے کو کشادہ کر دے گا اور اس کے علم کو اتنا روشن کر دے گا گویا جھوٹ سے اس کی جان پہچان ہی نہیں ہے۔ اور جب کسی دوسرے سے جھوٹی بات سنے گا تو اسے معیوب و قبیح سمجھے گا اور اپنے دل میں جھوٹے کو بُرا سمجھے گا۔ اور اگر جھوٹے کی جھوٹ بولنے کی عادت

چھوٹ جانے کی دعا کرے گا تو ثواب کا حقدار ہو گا۔

۳۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ کسی سے وعدہ کرے تو اسے وفا کرے، ورنہ قطعاً وعدہ ہی نہ کرے۔ کیونکہ وعدہ نہ کرنا اس کے حق میں اس بات سے بہت بہتر ہے کہ وعدہ کر کے نہ نبھائے۔ اور میانہ روی بھی یہی ہے کہ کسی سے وعدہ ہی نہ کرے۔ کیونکہ وعدے کو نہ نبھانا جھوٹ کی ایک قسم ہے اور جب وعدہ خلافی کے خطرے سے بندہ وعدہ ہی نہ کرے گا تو اس کے لئے سخاوت کے در کھل جائیں گے اور اسے حیا کا درجہ مل جائے گا۔ اور اس کی محبت صادقین کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے گی اور خدا کے یہاں اسے رفعت حاصل ہو گی۔

۴۔ چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی چیز پر لعنت نہ کرے۔ کوشش کرے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ کیونکہ یہ صفت ابرار و صدیقین کے اخلاق میں سے ہے۔ ایسے شخص کا انجام بخیر ہو گا۔ دنیا میں بھی وہ خدا کے عطا کردہ درجات کے ساتھ حفاظتِ خداوندی میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت کے قعر سے اور مخلوق کے گزند سے سلامت رکھتا ہے، بندوں کو اس کے لئے شفقت پر آمادہ کرتا ہے اور اپنے قرب کی دولت سے اسے مالا مال کرتا ہے۔

۵۔ پانچویں خصلت یہ ہے کہ اگرچہ اس پر ظلم بھی کیا گیا ہو، وہ مخلوق میں سے کسی کے لئے بد دعا نہ کرے۔ ظلم کرنے والے سے قطعِ تعلق بھی نہ کرے اور اس کے کردار کا اس سے انتقام نہ لے۔ اپنا قول و فعل اس کے قول و فعل کے مطابق نہ کرے بلکہ خدا کے لئے اس ظلم کو برداشت کرے اور تحمل سے کام لے۔ جس شخص میں یہ خصلت پائی جائے، اسے درجاتِ رفیع حاصل ہوتے ہیں اور جب بندہ اس خصلت کو شعار بنا لیتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں بلند درجے پاتا ہے اور اسے قرب و دور

کی تمام مخلوق میں محبت، احترام اور مقبولیت نصیب ہوتی ہے۔ اس کی دعا کو شرفِ اجابت اور عبادت اور نیک کاموں کو عظمت و قبولیت ملتی ہے اور اہلِ اسلام کے دلوں میں اس کا اعزاز و وقار راسخ ہو جاتا ہے۔

۶۔ چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی پر یقین کے ساتھ کفر، شرک یا نفاق کی گواہی نہ دے۔ یہ بندے کو رحمت سے زیادہ قریب اور اور رتبے میں زیادہ بلند کرتی ہے۔ یہ خصلت اتباعِ سنت کا کمال ہے۔ اہل قبلہ میں سے کسی پر یقین کے ساتھ کفر، شرک یا نفاق کا حکم لگانا اللہ کے علم میں دخل دینے اور اس کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور اس سے بچنا رحمتِ خداوندی اور خوشنودیٔ حق تعالےٰ کے بہت قریب ہے۔ یہ خصلت خدا تک رسائی کے لئے ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس کی وجہ سے بندۂ مومن تمام مخلوقِ خدا پر مہربان ہو جاتا ہے۔

۷۔ ساتویں خصلت یہ ہے کہ بندہ اپنے ظاہر و باطن کو گناہوں کی چیزیں دیکھنے سے محفوظ رکھے اور اپنے اعضاء و جوارح کو معاصی سے بچاتے رکھے۔ اس کے ذریعے قلب و اعضاء کے اعتبار سے دنیا کے سب اعمال سے زیادہ اجر اور ثواب ملتا ہے۔ یہ اجر و ثواب بہت جلد دنیا میں ملتا ہے اور آخرت میں بھی ایسے بندے کے لئے خدا تعالےٰ جمع کر رکھتا ہے۔ ہم خدا سے دست بدعا ہیں کہ ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں ان خصلتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور ہمارے قلب کو خواہشوں سے پاک کر دے۔

۸۔ آٹھویں خصلت یہ ہے کہ مخلوق کے کسی چھوٹے یا بڑے پر اپنا بوجھ ڈالنے سے احتراز کرے، خواہ یہ بوجھ کم ہو یا زیادہ۔ بلکہ مخلوق سے سب چیزوں کا بوجھ خود اٹھا لے، خود اسے ان کی احتیاج ہو یا نہ ہو۔

یہ خصلت عابدین کی عزت اور متقین کا شرف ہے۔ بندے کو اسی خصلت
کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق اور طاقت ملتی ہے۔ اس
شخص کے نزدیک ساری مخلوق ہم مرتبہ ہو جاتی ہے۔ جب مومن اس خصلت
کو شعار کرے گا تو اسے استغناء، یقین اور توکل کی صفات سے متصف کر
دیا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کسی کو اس کی خواہش سے بلند نہیں کرتا۔ پھر
اس مومن کے نزدیک حق میں تمام مخلوق برابر ہو جائے گی۔ یقین رکھو کہ
یہ خصلت اہل ایمان کی عزت اور پرہیزگاروں کے شرف کا دروازہ اور مقام
اخلاص تک رسائی کا قریبی ذریعہ ہے۔

۹۔ نویں خصلت یہ ہے کہ سالک کسی انسان سے حرص وطمع نہ رکھے۔ اور
مخلوق کے پاس جو کچھ ہے، اس کے لالچ سے نفس کو بچائے۔ یہ خصلت بہت
بڑی عزت، خالص استغناء اور مکمل بادشاہی کی علامت ہے۔ عمدہ فخر
روشن یقین اور شفا بخش توکل یہی ہے۔ اللہ پر یہی اعتماد توکل اور زہد
کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اسی سے تقویٰ حاصل اور عبادت کامل
ہوتی ہے۔ اس خصلت کے حامل وہ ہیں جنھوں نے سب رشتے قطع کر کے صرف
خدا تعالےٰ ہی سے تعلق قائم کیا۔

۱۰۔ دسویں خصلت تواضع ہے۔ اس سے عابد کی قیام گاہ نہایت رفیع و بلند
ہوتی ہے، درجے میں رفعت ملتی ہے، خدا اور خلق خدا کے نزدیک اس کی
عزت بڑھتی ہے اور مراتب بلند ہوتے ہیں اور وہ دنیا و آخرت کی جس چیز
کا ارادہ کرتا ہے، اس پر قادر ہو جاتا ہے۔ سب اطاعتوں کی اصل، ان کی
فرع اور ان کا کمال یہی خصلت ہے۔ اسی کے سبب بندے کو ان صالحین
کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے جو تکلیف و راحت دونوں میں اللہ سے راضی ہیں۔
یہ خصلت تقویٰ کا کمال ہے۔

تواضع کی تعریف یہ ہے کہ آدمی جس سے ملے، اس کو اپنی ذات سے بڑا

سمجھے اور کہے کہ شاید یہ شخص مجھ سے بہتر اور مرتبے میں مجھ سے بڑا ہو۔ اگر ملنے والا چھوٹا ہے تو کہے کہ یہ نافرمانی کا مرتکب نہیں ہوا اور بے شک مجھ سے نافرمانی سرزد ہوئی ہے اس لئے کچھ شبہ نہیں کہ یہ مجھ سے بہتر ہے۔ اگر ملنے والا عمر میں بڑا ہے تو کہے کہ اس نے مجھ سے پہلے رب تعالےٰ کی عبادت کی ہے۔ اگر وہ عالم ہے تو کہے کہ اسے ایسی چیز ودیعت کی گئی ہے جو مجھ میں نہیں ہے، اس نے ایسی چیز پائی ہے جو میں نے نہیں پائی اور اسے وہ علم ہے جو مجھے نہیں ہے اور وہ علم کے ساتھ عمل بھی کرتا ہے۔ اگر ملنے والا جاہل ہے تو کہے کہ یہ نوناداںنگی میں خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے اور میں جانتے بوجھتے ہوتے یہ جرم کر بیٹھا ہوں۔ اور مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے کہ میرا انجام کس طرح ہو گا اور اس کا خاتمہ کس حال پر ہو گا۔ اگر ملنے والا کافر ہے تو کہے کہ مجھے علم نہیں شاید یہ مسلمان ہو جائے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو اور ہو سکتا ہے میں کافر ہو جاؤں اور میرا خاتمہ بُرے حال میں ہو۔

خصلتِ تواضع دوسروں پر شفقت کرنے اور اپنے نفس کی حرکتوں سے ڈرنے کا دروازہ ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس خصلت کو اختیار کیا جائے۔ یہ وہ انتہائی خوبی ہے جس کا اثر لوگوں پر قائم رہتا ہے۔ جب بندہ خصلتِ تواضع کو شعار کرلے گا تو اللہ تعالےٰ اسے نفس کی آفت سے بچائے گا اور اسے اللہ کے لئے نصیحت کرنے والے صاحبِ رشد کا مقام نصیب ہو گا۔ وہ رحمٰن و رحیم کے دوستوں اور مقبولانِ بارگاہ میں سے ہو گا۔ اور دشمنِ خدا یعنی ابلیس کے اعداء میں سے ہو گا۔ تواضع رحمت کا دروازہ ہے جس کے ساتھ کبر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور خود پسندی کی رسی کٹ جاتی ہے اور اس سے دین و دنیا اور آخرت میں بندے کے نفس کی برائی کا درجہ گھٹ جاتا ہے۔ تواضع عبادت کا مغز ہے اور زہّاد و عبّاد کی انتہائی بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ کوئی

شے اس صفت سے افضل نہیں ہے۔ اس خصلت کے ساتھ انسان کی زبان بے فائدہ باتوں اور اہلِ عالم کے ذکر اور لوگوں کی غیبت میں ملوث نہیں ہوتی۔ اس خصلت کے بغیر بندے کا کوئی عمل تکمیل پذیر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے کبر، کینہ اور حد سے گزر جانے کی خواہش بندے کے دل سے نکال دی جاتی ہے۔ اس کی زبان، اس کا چاہنا اور اس کا باتیں کرنا ظاہر و باطن میں ایک ہو جاتا ہے۔ اور پوری مخلوق نصیحت کے حوالے سے اس کے نزدیک ایک سی ہو جاتی ہے۔ وہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو نصیحت کرتے ہوئے برائی سے یاد نہیں کرتا اور کسی کو مصلحت کے بغیر کسی فعل پر سرزنش نہیں کرتا۔ اگر اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے تو وہ اسے پسند نہیں کرتا، ایسے بیان سے اس کا دل خوش نہیں ہوتا بلکہ رنجیدہ ہوتا ہے۔ غیبت عابدوں کے لئے آفت اور زاہدوں اور اطاعت گزاروں کے حق میں ہلاکت ہے۔ وہی بچتا ہے جس کی زبان اور اس کے قلب کی حفاظت رحمت خداوندی فرمائے۔

سالکین کی مندرجہ بالا دس خصلتیں امام اہل طریقت و پیشوا اور میرے پیارے غوث اعظم محبوب سبحانی "قندیل نورانی" "شہبازِ لامکانی" ہیکل یزدانی، حضرت ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "فتوح الغیب کے مقالہ ۷۸" میں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ صدقے میں ہمیں ان ارفع و اعلیٰ خصائل کا حامل بنائے۔

آمین و بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ق ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾ ع

تم کس طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کر سکتے ہو، جبکہ تم بے جان تھے تو اُس نے تمہیں زندگی عطا فرمائی۔ پھر (وُہ) تمہیں مارے گا پھر (وہی) تمہیں زندگی بخشے گا۔ پھر بالآخر (تُم) اُسی کے حضور میں لوٹائے جاؤ گے۔ (اللہ تعالیٰ) وہی ذاتِ اقدس ہے۔ جس نے پیدا کیا تمہارے لئے وہ سب کچھ جو کہ زمینوں میں ہے۔ پھر (اُسی ذاتِ مبارکہ نے)۔۔ آسمانوں کی طرف توجہ فرمائی تو انھیں سات آسمانوں میں نہایت ہی دُرست (انداز میں) بنا دیا۔ اور وہی اللہ تعالیٰ ہر ایک شے (کی حقیقت) کو بہُت زیادہ جاننے والا ہے۔

لُغت

كَيْفَ: کیسے، کِس طرح، کیوں کر۔ یہ اسم استفہام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا استعمال جائز نہیں اور جہاں کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ کیف کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ تنبیہہ (ڈانٹ) و توبیخ (ملامت) کے طور پر مخاطب سے استخبار (خبر طلب کرنے) کے لئے آتا ہے[۱]۔ یہاں پر بھی انہی معنوں میں آیا ہے۔ اَمْوَاتًا: مردہ، میّت، بے جان۔ اس کی جمع اَمْوَاتٌ ہے۔ اور یہ حیات کی ضد ہے۔ اَحْيَاكُمْ: تم کو زندہ کیا، تم کو جلایا، کُم جمع مذکر حاضر کی ضمیر ہے۔ تُرْجَعُوْنَ: تم لوٹائے جاؤ گے، تم پھیرے جاؤ گے، تم پلٹائے جاؤ گے۔ فَسَوّٰىهُنَّ: پس اس نے انھیں ٹھیک کر دیا، برابر کر دیا، درست کر دیا، پورا پورا بنا دیا، اس کا مصدر تَسْوِيَةٌ ہے۔ سَبْعَ: سات۔ عَلِيْمٌ: یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ اور فَعِيْلٌ کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے۔ بہُت زیادہ جاننے والا، بہُت بڑا دانا۔

---

[۱] امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، مکتبہ قاسمیہ لاہور ۱۹۶۳ء، صفحہ ۸۲

تفسیر — گذشتہ آیاتِ مبارکہ میں آیاتِ قدرت و تاکیدِ رسالت فرمانے اور یہود و مشرکین کے بے محل و بے معنی اعتراضات کا رد فرمانے کے بعد اِن آیاتِ مبارکہ میں انفس و آفاق کی حیات و ممات کا نہایت ہی بلیغ انداز میں ذکر کرتے ہوئے انھیں سرزنش کرتے ہوئے مخاطب فرمایا کہ وہ ذاتِ اقدس جو اللہ تعالیٰ کے اسمِ مبارک سے موسوم ہے۔ اُس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمہیں عدم سے وجود بخشا پھر موت سے ہمکنار کرکے دوبارہ زندگی عطا کرنے والی وہی ذاتِ اقدس ہے اور آخرکار تمہارا انجام یہ ہے کہ تم نے اس اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ تاکہ جزا و سزا کو منعقد کیا جائے اور تمہارے اچھے اور بُرے اعمال کا فیصلہ کیا جائے۔ نیز اُسی رب تعالیٰ نے زمین و آسمان اور یہ کائنات تخلیق فرمائی جس میں سب چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی گئیں اور کائنات کی ہر شے کے حکمت و اسرار اُسی جلّ شانہٗ کے لئے زیبا ہیں اور وہی ان کی حقیقتوں کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ لہٰذا اِن واضح اور روشن دلائل کے بعد تمہارے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اِن آیاتِ مبارکہ میں انسان اور کائنات کا ذکر کرکے ہمارے لئے عبرت و نصیحت کا سامان مہیا کیا گیا ہے کیونکہ زمین اور اس سے پیدا ہونے والی اشیاء اور آسمان سے سورج، چاند اور ستاروں کی روشنی کے علاوہ بارش کے پانی سے ہماری زندگی اور نشو و نما کا نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ خصوصاً آسمان تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ایک عظیم مظاہرہ ہے۔ لہٰذا ہمیں ان روزمرہ مشاہدات سے آگاہی و نصیحت حاصل کرکے اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے جنہیں اللہ نے علم و بصیرت عطا فرما رکھی ہے ان نشانیوں پر غور و فکر کرتے ہوئے کائنات کی تحقیق و تفحص کی راہیں تلاش کرتے ہیں اور علمِ ظاہری و باطنی کی روشنی میں اس کے حقائق و اسرار معلوم کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ (اے ہمارے پروردگار یہ جو کچھ آپ نے پیدا فرمایا عبث نہیں ہے)

نیز سُبحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ (تیری ذات پاک ہے پس ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا) کہتے ہوئے اُس کی سزاؤں سے پناہ مانگ کر اپنے عجز کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ انفس و آفاق کی دُنیا انسان کے لئے علوم و معرفت کے حصُول کا ذریعہ ہیں۔ ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار،

ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار؟

اِس آیتِ کریمہ کے اصل مقصد کو پسِ پُشت ڈالتے ہوئے بعض لوگوں نے دُور از کارِ تاویلات سے کام لیا ہے اور فلاسفۂ یونان کی پیروی کرتے ہوئے آسمان کی حقیقت سے انکار کیا ہے۔ ہم یہاں پر ان خبطیوں کے اقوال نقل کرنے کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ جمہور عُلمائے اسلام کا ساتوں آسمانوں کی موجودگی پر اتفاق ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ فافہم۔

بقیہ صد ۲۳ کا (انوارعلی حصہ)

وابو نضرة العبدی وآخرون قلت۔ وکذا ذکرہ ابن سیرین نحوہ وسیاق النسب ہنا من عند ابن عبد البر وکذا ذکرہ ابن الکلبی ومن تبعہ ان عبد نہم بن حذیفة بن جہم بن غافرة قال ابن سعد استقضاہ زیاد ثم استعفاہ وکانت الملائکة تصافحہ قبل ان یکتوی وقال ابن البرقی کان صاحب رأیة خزاعة یوم الفتح وحکی ابن مندة قولا انہ مات سنة ۵۳ھ، (التہذیب ج ۸ ص ۱۲۵، ۱۲۶)

گذشتہ را پیوستہ **انوارِ علی کرّم اللہ وجہہ** مدیر اعلیٰ

حدیث ۵/۱۲ أنبأنا عباس بن عبد العظيم العنبري قال حدثنا عمر بن عبد الوهاب قال حدثنا معتمر بن سليمان عن أبيه عن منصور عن ربعي عن عمران بن حصين أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لأعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله أو قال يحبه الله ورسوله فدعا عليا وهو أرمد ففتح الله على يديه۔

ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرور بالضرور میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہے یا یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جناب) علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلایا درانحالیکہ اُن کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرما دی۔

اسی عنوان کے تحت سیدنا امام حسن بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت بھی ہے جس میں جبرائیل اور میکائیل کا جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے داہنے اور بائیں لڑنے کا ذکر ہے۔ (احمد بن شعیب النسائی خصائص امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ص۲۸)

اسماء الرجال حدیث ۲/۱

۱۔ العباس بن عبد العظيم بن اسمٰعيل العنبري ابو الفضل البصري ثقة حافظ من كبار الحادية عشرة مات سنة اربعين (تقريب ص۱۶۵)

روى عن عبد الرحمن بن مهدي ويحيى بن القطان بن سعيد بن عامر

الضبعي .... وعبدان الاهوازي ومحمد بن عبد الله الحضرمي وغيرهم.
قال ابوحاتم صدوق وقال النسائي ثقة مامون قال البخاري والنسائي ومات سنة ست واربعين ومائتين. قلت مسلمة بصري ثقة (التهذيب ج ٥ ص ١٣١ تا ص ١٣٢)
٢: عمر بن عبد الوهاب بن رباح بن عبيدة بفتح اوله الرياحي بكسر الراء تحتانية البصري ثقة من العاشرة مات سنة احدى وعشرين (التقريب ص ٢٥٥)
روى عن ابراهيم بن سعد ... وعامر بن ابي عامر الخزاز معتمر بن سليمان ويزيد بن زريع وطائفة وعنه والعباس بن عبد العظيم العنبري واحمد بن يوسف السلمي .... وغيرهم. قال ابوحاتم ثقة مامون صدوق لم نقض لنا السماع منه وقال النسائي ثقة وذكره ابن حبان في الثقات - (التهذيب ج ٧ ص ٤٧٩، ٤٨٠)
٣: معتمر بن سليمان بن طرخان التيمي ابو محمد البصري قيل انه كان يلقب بالطفيل - روى عن ابيه وحميد الطويل واسمعيل بن ابي خالد ... ومنصور بن المعتمر وهشام بن حبان وجماعة و عنه الثوري وهو اكبر منه وابن المبارك وهو من اقرانه وعبد الرحمن بن مهدي وعبد الرزاق ... والحسين بن الحسن المروزي والحسن بن عرفة وآخرون. قال اسحاق بن منصور عن ابن معين ثقة وقال ابو حاتم ثقة صدوق .... وقال ابن سعد كان ثقة ولد سنة مائة ومات سنة سبع وثمانين ومائة وفيها ارخه غير واحد. قلت وقال ابن خراش صدوق يخطئ من حفظه واذا حدث من كتابه فهو ثقة وذكره ابن حبان في الثقات. (التهذيب ج ١٠ ص ٢٢٧، ٢٢٨)
٤: سليمان بن طرخان التيمي ابو المعتمر البصري نزل في التيم ... اليهم ثقة عابد من الرابعة مات سنة ثلث واربعين وهو ابن سبع وتسعين (التقريب ١٣٢) - روى عن انس بن مالك وطاوس وابي اسحاق السبيعي

وابي عثمان النهدى . . . ويزيد بن عبد الله بن الشخير ويحيي بن معمر
والاعمش وهم من اقرانه وغيرهم، وعنه ابنه معتمر وشعبة والسفيانان
... وابو عاصم النبيل وغيرهم، قال الربيع بن يحيي عن سعيد ما رأيت احدا
اصدق من سليمان التيمى. وقال عبد الله بن احمد عن ابيه ثقة وهو في
ابي عثمان احب الي من عاصم الاحول وقال ابن معين والنسائي ثقة و
قال العجلي تابعي ثقة فكان من خيار اهل البصرة وقال ابن سعد كان
ثقة كثير الحديث وكان من العباد المجتهدين وكان يصلي الليل كله
بوضوء عشاء الآخرة وكان مائلا الى علي ابن ابي طالب (التهذيب ج ٤ ص ٢٠١-٢٠٢)

ع٥: ربعى بن خراش بكسر المهملة وآخرة معجمة ابو مريم العبسى الكوفى
ثقة عابد مخضرم من الثانية مات سنة مائة وقيل غير ذلك - (التقريب ص ١٠١)
وروى عن عمر وعلي وابن مسعود وابي موسى وعمران بن حصين
وحذيفة بن اليمان وطارق المحاربي وابي اليسر كعب بن عمرو السلمى
وابي مسعود وخرشة بن الحر وعمرو بن ميمون وغيرهم، وروى
عنه ابي زر والصحيح ان بينهما زيد بن ظبيان وعنه عبد الملك بن
عمير . . ومنصور بن المعتمر . . . وغيرهم قال ابن المديني بنو
خراش ثلاثة ربعى وربيع ومسعود ولم يرواعن مسعود شيئ سوى كلامه
بعد الموت وقال العجلي تابعي ثقة من خيار الناس لم يكذب كذبة
قط (التهذيب ج ٣ ص ٢٣٦-٢٣٧)

ع٦: عمران بن حصين بن عبيد بن خلف الخزاعى ابو نجيد بنون وجيم
مصغرا اسلم عام خيبر وصحب وكان فاضلا وقضى بالكوفة مات سنة
اثنتين وخمسين بالبصرة (التقريب ص ٢٦٤) - روى عن النبي صلى الله عليه
وآله وسلّم وعن معقل بن يسار، وعنه ابنه نجيد وابو الاسود الديلى
وابو رجاء العطاردى وربعى بن خراش ومطرف . . وزرارة بن اوفى

مدیر اعلیٰ

اور اس پر خطر مقام سے نجات پانے کا سوائے اس کے کوئی علاج نہیں کہ سالک اخلاص پر توجہ دینے سے بالکل کنارہ کش ہو کر (اس حقیقت کو پیش نظر رکھے کہ ہر چیز کو حرکت دینے اور ساکن رکھنے والی ہستی اللہ تبارک تعالیٰ و تعالیٰ کی ذات اقدس ہے) چنانچہ جس سالک کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے یعنی وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف حق تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اسے اخلاص کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اس کے دل میں اس کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ کسی بھی عمل کے سلسلے میں اپنے نفس پر توجہ نہیں دیتا کہ وہ اس میں مخلص ہے اور نہ ہی غیر اللہ کی طرف دیکھتا ہے جب اس کی طرف سے اسے "تکلیف" پہنچتی ہے پس یہی وجہ ہے کہ تم انہیں (سالکین کو) غم و فکر سے آزاد پاتے ہو اور سب لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اس لئے کہ ان سے صرف نیکی ہی کے کاموں کا صدور ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے باوجود یہ حسد کرنے والوں سے نہیں بچ سکتے لیکن ان کی حسد انہیں (سالکین کو) کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پس جب کبھی حاسد انہیں تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ ان کی سازش سے بچا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان حاسدوں کو ان کی اپنی ہی چال میں پھنسا دیتا ہے دنیا اور آخرت کے امور میں اللہ تعالیٰ ہی ان کی کفایت کرنے والا ہے۔

پس اے بھائی جان اگر آپ ان کے راستے پر چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور تمام مصائب سے چھٹکارا حاصل کر کے دائمی راحت کے خواہش مند ہیں تو ان کا طریقہ اختیار کریں تو اس طرح آپ ایک مقام سے دوسرے مقام تک عروج حاصل کرتے ہوئے ساتویں مقام پر پہنچ جائیں گے پس اس مقام پر آپ عجیب و غریب حقائق ملاحظہ فرمائیں گے بلکہ ہر مقام پر آپ کچھ ایسے نظارے دیکھیں گے جن سے آپ کو خوشی ہوگی اور اگلے مقام پر پہنچنے کا شوق پیدا ہوگا پھر ایک مقام سے دوسرے مقام تک عروج اور مقام اعلیٰ یعنی ساتویں مقام تک ترقی مجاہدے اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے شغل سے حاصل ہوتی پس ہر ایک مقام پر آپ خدا کے اسم مبارک کا ذکر کریں گے جو کہ اس مقام کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے جب آپ

اسمائے الٰہی میں زیادہ مشغول رہیں گے تو اس راستے کی منزل تمہارے قریب آجائے گی اور جب سستی اختیار کریں گے اور ذکر کرنا چھوڑ دیں گے تو منزل آپ سے دور ہو جائے گی پس اس حال میں تم سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرو اور سلوک کے تمام مقامات پر مجاہدہ آپ کے لئے انتہائی ضروری ہے اور مجاہدہ اس طریقے میں اصل رکن ہے اور طریقت میں مجاہدے کے بغیر سالک کو کچھ حاصل نہیں ہوتا پس مجاہدہ آپ پر لازم ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عادات (بری) اور مرغوبات (نفس کی پسندیدہ اشیاء) کو ترک کر دیا جائے اگرچہ ان کا شمار ممکن نہیں لیکن مشائخ کرام نے سات چیزیں بیان کی ہیں اور یہی ارکان طریقت ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے پس یہ سالک کے لئے ضروری ہیں اور وہ تاحیات ان پر کاربند رہے گا البتہ سالک جب چوتھے مقام پر پہنچ جائے تو گوشہ نشینی کا حکم اس سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عنقریب چوتھے مقام کا ذکر ہم تفصیل سے بیان کریں گے اور جن چیزوں کو ترک کرنا ہے وہ یہ ہیں خوراک۔ نیند اور باتوں کا کم کرنا لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنا۔ ہمیشہ ذکر کرنا۔ کامل فکر کرنا اور حرام کو چھوڑ دینا نیز طہارت بھی طریقت کی شرائط میں سے ہے اس لئے کہ یہ مومن کا اسلحہ ہے قلب کا نور اور ایمان کا حصہ ہے اور ان اشیاء کو ترک کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کی جائے۔

اسی لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ خوراک کو کم کیا جائے یہ ہرگز نہیں کہا گیا کہ خوراک بالکل چھوڑ دی جائے پس اس طریقت میں سالک کے لئے فائدہ اس میں ہے کہ جب تک اسے اچھی طرح بھوک نہ لگے کھانا نہ کھائے اور جب بھی کھانا کھائے تو شکم سیر ہو کر نہ کھائے بلکہ نصف پیٹ بھر جائے تو کھانا چھوڑ دے کیونکہ یہ جزو نبوت ہے جیسا کہ پہلے باب میں دنیا کی مذمت کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے پس صبح و شام کے کھانے میں یہی روش اپنائی جائے اور سالک اگر رات کو شکم سیر ہو یعنی بھوکا نہ ہو تو عشاء کا کھانا نہ کھائے صبح کے وقت بھی ایسا ہی کرے یعنی اگر (رات کے کھانے کی بدولت) صبح اسے بھوک نہ ہو تو ناشتہ نہ کرے بلکہ رات کو ہی کھانا کھائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا یہی طریقہ تھا اور اسی طرح انواع و اقسام کے کھانے تناول نہ کرنا بھی سلوک کے مقاصد میں شامل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت میں دو مختلف قسم کے کھانے دسترخوان پر جمع نہ کیے جائیں۔

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تنویر احمد قادری

ولادت باسعادت:-

شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷۳ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے (۱)

حسب ونسب:-

آپ والد کی طرف سے علوی سید ہیں اور والدہ کی طرف سے حسینی و رضوی ہیں (۲)

تعلیم و تربیت:-

والد ماجد حکیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا تھا والدہ ماجدہ نے پرورش کی اور تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ انتظام کیا جب سرہند کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو دہلی میں شاہ فخرالدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے حاضر ہوئے شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذکی اور ذہین انسان تھے سترہ سال کی عمر میں معقول و منقول فروغ واصول حدیث و تفسیر میں کمال حاصل کر لیا

بیعت و خلافت:-

علوم ظاہری سے فراغت ہوئی تو شاہ فخرالدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت آپکی عمر ۱۹ سال تھی آپکی لیاقت استعداد اور سعی پیہم سے پیر بہت متاثر ہوئے اور اپنا خلیفہ راستین مقرر کیا اور بریلی میں اقامت کی ہدایت فرمائی (۳)

بریلی شریف میں خانقاہ:-

مفتی غلام سرور صاحب خزینۃ الاصفیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپکی خانقاہ مبارکہ "معدن فیوض ربانی" اور مطلع انوار سبحانی بن گئی جگہ جگہ سے لوگ آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرنے کے لیے آتے تھے (۴)

شاہ نیاز بحیثیت شاعر:-

شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ کو سوزوگداز سے بھری ہوئی طبیعت ودیعت کی گئی تھی عشق ان کے خمیر میں

تھا جذبات عشق و محبت کبھی کبھی شعر کی صورت اختیار کر لیتے تھے شاہ صاحب شعر بہت کم کہتے تھے اسی وجہ سے ان کے اردو اور فارسی دونوں دیوان بہت مختصر ہیں لیکن جو کچھ بھی ہے وہ اپنی جامعیت اور افادیت میں کم نہیں ان کی فکر رسا نے تصوف کے نہایت باریک نکات کو انتہائی حسن و دلکشی کے ساتھ پیش کیا ہے ان کے کلام میں آورد نہیں ہے وہ قلبی ارادت کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ سوز و گداز، درد، علو معانی کے علاوہ نفاست، سلاست اور روانی ان کے کلام کے خاص جوہر ہیں حضرت شاہ نیاز نے فکر رسا پائی تھی اور اس پر خود حضرت شاہ نیاز کو ناز تھا فرماتے ہیں

رکھتے ہیں نیاز یہ اہل دل ترے شعر سننے کا اشتیاق
غزل ایک دوسری اور کہہ تجھے حق نے فکر رسا دیا

ایک جگہ اپنی فصیح بیانی کا ذکر کرتے ہیں

بھلا ایک غزل اور بھی ایسی کہیو
تجھے میں فصیح البیان دیکھتا ہوں

شاہ نیاز صاحب نہایت بلند خیالات کو انتہائی سادگی، نفاست اور دلکشی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اسی سادگی میں ادبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے

عشق حقیقی:۔ شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ صوفی تھے عشق الٰہی ان کے خمیر میں تھا وہ عشق کے بندے تھے، عشق کی دنیا میں رہتے تھے عارف رومی کی طرح ان کے قلب کی دھڑکنوں میں یہ آواز پوشیدہ تھی

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما!

جب شاہ نیاز صاحب شاہ فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کی یہ کیفیت تھی۔

جبھی جاکے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا
جو کچھ لکھا پڑھا تھا نیاز نے سو وہ صاف دل سے بھلا دیا

علوم ظاہری کو خیر باد کہہ کر وہ اس شان سے عشق کے میدن میں قدم رکھتے ہیں

عشق کے میدٗن میں آصورت انسان بنا
عاشق مولا ہوا چاند کا جیسے چکور

عشق نے شاہ صاحب کی شاعری میں ایک درد، سوزوگرمی پیدا کر دی ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ محسوس بھی کرتے ہں اس لیے اس کی آتش انگیزی بھی بے پناہ ہوتی ہے ہر لفظ جو ان کی زبان سے نکلتا ہے گرمی اور تاثیر میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔(۵)

ازواج واولاد:۔

آپکی پہلی شادی حضرت سید عبداللہ بغدادی کی صاحبزادی سے ہوئی جو لاولد فوت ہوئیں ان کے انتقال کے بعد آپ نے دوسری شادی کی دوسری بیوی سے ایک لڑکی اور دو لڑکے پیدا ہوتے لڑکی کا انتقال صغر سنی میں ہوگیا آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام شاہ نظام الدین اور چھوٹے صاحبزادے کا نام شاہ نصیر الدین ہے (۶)

وصال:۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ۶ جمادی الثانی ۱۲۵۰ کو بمقام بریلی وصال فرمایا۔ آپ کا

مزار مرجع خلائق خاص و عام ہے (۷)

سجادہ نشین:۔

شاہ صاحب کے بعد ان کے خلف اکبر حضرت تاج الاولیاء شاہ نظام دین صاحب رحمۃ اللہ سجادہ نشین ہوئے ان کے چھوٹے بھائی شاہ نصیر الدین بدایون تشریف لے گئے تھے اور وہیں لاولد و فرمایا۔ (۸)

خلفاء و مریدین:۔ حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد کثیر تھی ہندوستان ہندوستان سے باہر ان کے سلسلے کی خانقاہیں قائم تھیں آپ کے کل خلفاء ۲۷ تھے چند خلفا کے نام ذیل ہیں

مولوی عبداللطیف صاحب سمرقندی مولوی نعمت اللہ خان بخاری کابل، مولوی محمد حسی معظم، ملا عیوض محمد بدخشانی، محمد فخر عالم شاہجہانپوری، سید حشمت علی شاہ آبادی شاہ شمس الحق لکھنو

تصانیف:۔

حضرت نیاز و بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے چند کے نام حسب ہیں:

شمس العین شریف۔

رسالہ راز و نیاز۔ تحفہ نیازیہ۔ حضرت بے نیاز۔ رسالہ تسمیۃ المراتب۔ مجموعہ قصائد عربیہ۔ قصائد عربیہ حاشیہ شرح چغمنی (۹)

کرامات:۔

(۱) ایک مرتبہ آپ چودھری رائے کے مکان پر تشریف لے گئے ان کا ایک رشتہ دار استسقا بیماری میں مبتلا تھا آپ نے اس مریض کی حالت دیکھ کر ایک خدمت گار کو جو اس کے ہم اس مریض کے پلنگ کے برابر زمین پر لیٹنے کا حکم دیا اس خادم کا پیٹ اور جسم پھولنے لگا اس مریض کو افاقہ ہونا شروع ہوا اس مریض کو شفا ہوئی اس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اس کا مرض بڑھتا گیا جب خادم اپنی خانقاہ میں آیا تو وہ بھی دو ایک روز میں اچھا ہو گیا

(۲) ایک مرتبہ بریلی میں آگ لگی، بہت سے مکان جل کر خاک ہو گئے۔ آگ پھیلتے پھیلتے محلہ قطب میں نمودار ہوئی اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین آپ کے پاس گھبرائے ہوئے پہنچے اور آپ کو آگ لگنے کی اطلاع دی۔ دوپہر کا وقت تھا، آپ آرام فرما رہے تھے آپ بغیر کرتہ پہنے ویسے ہی باہر تشریف لے آئے آپ نے دیکھا کہ امیر علی خان رسالدار کے سائیس گھوڑوں کو جو چھپر میں بندھے ہوئے تھے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ رسالدار نے جب آپ کو دیکھا تو جان میں جان آئی انہوں نے اپنے سائیسوں سے کہا کہ گھوڑوں کو نکالنے کی کوشش مت کرو اگر بچانا ہو گا تو حضرت خود بچالیں گے ورنہ حضرت کے سامنے ان کو جلنے دو۔ آپ نے نظر اٹھائی آگ کا رخ بدل گیا چھپر کا ایک کونہ جلنے پایا تھا کہ وہ خود بخود بجھ گیا۔ دوسرے دن آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا پڑھ کر پھونکا تھا کہ آگ بجھ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ پڑھنا کیا تھا سمندر بن کر ایک چھینٹا مارا فوراً بجھ گئی۔

(۳) ایک شخص کابل سے آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے بریلی آیا۔ شہر سے باہر دریا کے کنارے اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی باتوں باتوں میں اس نے اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی اس شخص نے یہ سن کر کہا کہ جس شخص کے پاس تم جاتے ہو وہ نیاز احمد میں ہی ہوں وہ شخص وہیں بیعت سے مشرف ہوا۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ خانقاہ چلو میں بھی وہیں آتا ہوں وہ شخص جب خانقاہ میں آیا تو دیکھا کہ حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ کی سوئم کی فاتحہ ہو رہی ہے۔ اب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ نے وصال کے بعد بیعت کیا۔ (۱۰)

حوالہ جات

۱ مناقب فریدی ص ۴۰ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص ۵۶۲، خلیق احمد صاحب، ناشر مکتبہ عارفین، پاکستان چوک کراچی

۲ خم خانہ تصوف ص ۳۶۶، ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، ناشر: الفیصل، ناشران و تاجر کتب لاہور

(بقیہ ص ۳ پر دیکھئے۔)